رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱۸۰

رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر

میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

شرح چندہ

سالانہ ۶

ششماہی ۳

سہ ماہی ۱۸

قیمت فی پرچہ (۳)

قیمت پرانا پرچہ (۴)

جلد ۳ | ۱۲ آبان ۱۳۵۲ف | ۱۷ رمضان ۱۳۶۲ھ | ۱۸ ستمبر ۱۹۴۳ء شنبہ | نمبر ۲۳

اصلاح نظم و نسق

حکومت کیا کر رہی ہے

تقررات کی تنظیم اور سلیکشن بندی

سلیکشن بورڈ کی تشکیل اصلاحات دستوری اور

اب حکومت سرکار عالی نے اس کو ضروری سمجھا کہ [illegible] ایک عرصہ دراز سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جس کی بنا پر اعلیٰ حضرت بندگان عالی نے تحکمہ داری مجالس کی نگرانی اور تمام محکموں میں تقررات کے طریقہ کی تنظیم کی غرض سے باب حکومت کی ایک ذیلی مجلس کی حیثیت سے حیدرآباد سول سروس کمیٹی کی تشکیل جدید کے بارے میں ایک فرمان مبارک صادر فرمایا۔

یہ امر یقیناً باعث اطمینان ہے کہ موجودہ غیر معمولی حالات کے باوجود حکومت سرکار عالی اس اہم مسئلہ پر عملی توجہ کر رہی ہے۔ چنانچہ عالیجناب صدر المہام بہادر مالیات کے زیر ہدایت محکمہ مال و سررشتہ کے نظام ملازمت میں دوسرے ملکوں کی دوسری ترقی یافتہ حکومتوں کے طرز پر اصلاحات و تنظیم کے مسائل پر غور کرنے کی غرض سے محکمہ مالیات کے ایک خصوصی عہدہ دار کا تقرر کیا گیا ہے۔ نظام ملازمت کی تنظیم و نگرانی اور تقررات سے متعلق ابتدائی کام بہت کچھ انجام پا چکا ہے۔ متعلقہ مسائل پر ابتدائی مراحل طے ہو چکے ہیں۔ مذکورہ بالا خصوصی عہدہ دار کی تجاویز جب قطعی صورت اختیار کریں گی تو وہ اس سلسلے کے تمام اہم پہلوؤں پر حاوی ہوں گی اور یہی دراصل تخفیف مصارف کی سفارشات دونوں کی روشنی میں غیر ضروری اخراجات کی روک تھام کر دیں گی جو مختلف ملازمتوں پر

تقررات اور سرکاری نظام ملازمت سے نظم و ضبط اور تحفظ و نگرانی جیسے اہم امور کی اصلاح کے ضمن میں بھی ان کی کوششیں کامیاب رہیں گی۔

عدم مرکزیت

گذشتہ چند سال کے دوران میں حکومت کی سرگرمیوں میں اضافہ ہو جانے کی وجہ سے عدم مرکزیت اور تفویض اختیارات کے مسئلے نے زیادہ اہمیت اختیار کر لی ہے۔ فی الحال جزوی نوعیت کی کارروائیاں بھی صدر اعظم باب حکومت اور صدر المہام متعلقہ کے پاس فیصلہ کے لئے پیش کی جاتی ہیں جو دوسری جگہ بالعموم ماتحت عہدہ دار انجام دیا کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ فیصلوں میں تاخیر ہونے کے علاوہ اعلیٰ ارباب اقتدار کے پاس ایسی غیر اہم کارروائیوں کی بھی کثرت ہو جاتی ہے جن کو مفید معتمدین یا محکموں کے صدر بھی کر سکتے ہیں۔ چنانچہ عدم مرکزیت کے مسئلہ پر غور کرنے کی غرض سے ایک مجلس قائم کی گئی ہے اور اس ضمن میں بہت کافی مواد فراہم کیا جا چکا ہے۔ اس کے علاوہ مجلس تخفیف مصارف بھی عدم مرکزیت کے مسئلہ پر اس نوعیت سے غور کر رہی ہے کہ یہ طریق کار اختیار کرنے میں تخفیف کے اعتبار سے کس حد تک کارآمد ہو سکے گا۔

دستوری اصلاحات

آئین تجاویز کی اشاعت کے بعد سے مقرر

موجودہ مجالس تنظیم دیہی کو آئینی پنچایتوں میں تبدیل کر دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے بلکہ دیہی علاقوں میں جہاں مجالس موجود نہیں ہیں آئینی پنچایتیں قائم کرنے کے لئے ضروری مواد فراہم کیا جا رہا ہے اور پنچایتوں کی تنظیم کے لئے ایک عہدہ دار کے تقرر کا مسئلہ بھی زیر غور ہے۔ اس کے علاوہ اصلاح بلدی مجالس نیز باقی مجالس ضلع واری مجالس اور قوانین تحت سے متعلق ہدایات کے بارے میں بھی عنقریب قوانین شائع کئے جانے کی توقع ہے۔ ان قوانین کی اشاعت کے بعد عارضی طور پر مجالس اور بلدیات کی تشکیل عمل میں آئے گی جس کے لئے متعلقہ قانون میں گنجائش رکھی گئی ہے۔ لیکن یہ عارضی مجالس صرف درمیانی مدت کے لئے قائم کی جائیں گی اور مختلف حلقوں کے حق انتخاب کے تعین اور انتخابی حلقوں کے قیام کے بعد منتخب کردہ مجالس کے وجود میں آنے تک قائم رہیں گی۔ اس طرح مجلس وضع قوانین کے قیام کی راہ ہموار ہو جائے گی۔

(معلومات حیدرآباد)

مملکت ہفتہ وار

جلد ۳	۱۲ آبان ۱۳۵۳ف	نمبر (۲۳)

مزدوروں کے حقوق کا تحفظ

متحدہ ہندوستان ... ملک کے گوشوں سے ... آتی ہیں ... اور مزدوری ... مزدوروں کے ... [illegible]

... [illegible] ...

درحقیقت تعجب ہے کہ عام مزدور لیڈروں نے اپنی دور رس اور نقادانہ نظر سے ... اس کی شکایت بھی عوام کو نہیں بتایا کہ حکومت سرکار عالی ایک عملی مسلک بھی رکھتی ہے جس کو صرف ہمدردانہ بلکہ مفید اور ترقی پذیر کہا جا سکتا ہے۔ عام لیڈروں کا یہ ترک خواہ وہ سہو ہو یا عمداً حکومت کے ساتھ ناانصافی ہے۔

حکومت سرکار عالی نے مزدوروں کی بہتری اور سہولت کے لئے جو قوانین نافذ کئے ہیں ان کا ماحصل یہ ہے۔

(۱) کسی مزدور کو ہفتہ بھر میں (۰۰) گھنٹوں سے زیادہ کام کرنے پر مجبور نہ کیا جائے۔

(۲) بارہ سال سے کم عمر کے بچوں کو کارخانوں میں ملازم رکھنا قانوناً ممنوع قرار دیا گیا۔

(۳) بارہ سال سے زائد عمر کے بچے جن کی عمر پندرہ سال سے کم ہو ان کے متعلق حکم یہ ہے کہ وہ دن بھر میں (۰) گھنٹوں سے زیادہ کام نہ کریں اور مسلسل پانچ گھنٹے کام کرنے پر مجبور نہ کئے جائیں۔ دوسرے الفاظ میں پندرہ سال سے کم عمر لڑکوں کو (۰) گھنٹوں میں کم از کم نصف گھنٹہ کا وقفہ دیا جانا ضروری ہے۔

(۴) عورتوں اور بچوں کے لئے یہ حکم بھی موجود ہے کہ انہیں صبح (۰) بجے سے قبل اور شام (۰) بجے کے بعد کام کرنے کی اجازت نہیں۔

(۵) عورتوں اور لڑکوں کے لئے یہ بھی حکم ہے کہ انہیں ایسے کارخانوں میں ملازم نہ رکھا جائے جہاں روئی ... یا خطرناک کیمیائی اشیاء تیار کی جاتی ہیں۔

(۶) ایک قانون کے ذریعہ ان مراعات کی صراحت کر دی گئی ہے جو مزدور پیشہ عورتوں کو زچگی کے دوران میں حاصل رہیں گے۔

(۷) مزدوروں کی اجرت کا بھی قانوناً تحفظ کر دیا گیا ہے اور متعلقہ ... کے فیصلہ کا طریقہ بھی متعین کر دیا گیا ہے۔

(۸) اس کے علاوہ ایک ... قانون بھی مقرر کیا گیا ہے جس کا مقصد ... مزدوروں کو ... کے مطابق وہ کام ... رہے ... ان کا حق ہے۔

غرض کہ ان قوانین کی ... مزدوروں کی ... حقوق ... بطور مکمل ... اجرت ... کام ... حفاظت ... نافذ ہوا ... ایک ... عہدہ دار کے تقرر کی وجہ سے خود ... کارخانہ جات کی ... مفید اثرات مترتب ہوئے ہیں ... کارخانوں کے قریب مزدوروں کے لئے ... تعمیر کرائے ... کارخانہ دار ... [illegible]

مزدوروں کی بہتر صحت اور تفریح کے لئے کلب وغیرہ بھی قائم ہیں ... اور ... بھی قائم کئے ہیں جن سے مزدوروں کی آبادی متمتع ہوتی ہے۔

ہر حکومت سرکار عالی کو اس رجحان پر مبارکباد دیتے ہیں اور حکومت نیز سرمایہ داروں کو یقین دلاتے ہیں کہ مزدوروں ہی کی دولت پیدا کرنے والے طبقہ کے ساتھ جو بھی رعایتیں کی جائیں کم ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ مزدور لیڈروں سے ہماری یہ گزارش ہے کہ وہ اپنی شہرت یا قیادت کی خاطر مزدوروں کی زندگیوں سے کھیلنے کے بجائے مزدوروں کو ان سہولتوں سے استفادہ کرنے پر آمادہ کریں جو حکومت نے قوانین کے ذریعہ ان کے لئے مہیا کی ہیں۔ جنگ کے بعد حیدرآباد صنعتی ترقی کی راہ پر تیز قدمی کے ساتھ آگے بڑھے گا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ مزدوروں کی قیادت ایسے دیانتدار اور دردمند افراد کے ہاتھ میں رہے جنہیں ذاتی شہرت اور وقار سے زیادہ مزدوروں کی فلاح و بہبود پیش نظر ہو۔

جنگ کی آخری منزل قریب آرہی ہے

یہ خبر ہندوستان میں بڑی مسرت کے ساتھ سنی گئی کہ اٹلی نے غیر مشروط طور پر ہتیار ڈال دئے۔ میدان جنگ سے اٹلی کا ہٹ جانا مسٹر چرچل کے الفاظ میں اثر پیدا کر رہا ہے کہ "جنگ کی آخری منزل اب قریب آرہی ہے اور ہم اب ... حقیقی ... کی ... کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔"

اٹلی کا اطاعت قبول کرنا صرف تحدیدی کی ایک شاندار کامیابی ہے ... آخری ... جنگ ... اٹلی نے غیر مشروط طور پر ... ہتیار ڈال دئے کہ ... قوم اس جنگ کو زیادہ ... جاری رکھنے کے قابل نہیں تھی ... اٹلی کو صرف ... بحری اور ہوائی طاقت تباہ ہوگی ... وسائل بھی تباہ ہو گئے ... ایک ... برداشت ... کرتا ... بادی ... ہوگا۔

اگر ... اٹلی میدان جنگ سے ہٹ گیا ہے ... جرمنی ... حکومت ... کے ... [illegible]

... [illegible] ...

اہم کارناموں کے مردہ وصیت کے خواہاں تھے۔ مبصرین کا خیال ہے کہ اطالوی باشندے نازی فوجوں کے رسل و رسائل کو درہم برہم کر دیں گے۔ اطالوی ساحل کے مختلف مقامات پر متحدین کی فوجیں اتر رہی ہیں اور توقع کی جا رہی ہے کہ متحدین ان جرمن فوجوں کو جو جنوبی اور متوسط اٹلی میں ہیں شمالی اٹلی سے منقطع کر دیں گے۔ شمالی اٹلی میں نازی فوجیں ضرور قوت آزما ہوں گی۔ اگر شمالی اٹلی پر متحدین کا قبضہ ہو جائے تو یہاں سے متحدین کو جرمنی، آسٹریا اور ہنگری پر بمباری کرنے کی سہولت حاصل ہو جائے گی۔ یہ ایک غور طلب امر ہے کہ آیا وہ شمالی اٹلی میں فوجیں جمع کر کے متحدین کا مقابلہ کریں جبکہ اس کو مقبوضہ یورپ کی بغاوتوں سے مقابلہ کرنے کے لئے فوجوں کی ایک بڑی تعداد درکار ہے۔

اٹلی کے ہتھیار ڈال دینے سے یورپ پر فوجی اثر سے زیادہ اخلاقی اثر پڑے گا۔ جرمنی، اٹلی اور جاپان کا وہ محوری معاہدہ باقی نہیں رہا جو مخالف اشتراکیت میثاق کے نام سے مشہور تھا۔ اس واقعہ کا جرمن پبلک کی اخلاقی حالت پر جو اثر پڑے گا ظاہر ہے۔ اس کے علاوہ اشتراکین کی یہ خواہش بھی پوری ہو رہی ہے کہ یورپ میں دوسرا محاذ قائم کیا جائے۔ ان واقعات کے پیش نظر مبصرین کا یہ خیال ہے کہ جنگ کی آخری منزل قریب آ رہی ہے۔

معتمد صاحب مجلس بلدیہ کا اعتذار

گذشتہ ہفتہ مقامی اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ حکومت نے بلدیہ کے مالی اور انتظامی امور کی تحقیقات کے لئے جو کمیشن مقرر کیا تھا اس کی نسبت مجلس بلدیہ کے اجلاس میں ایک قرارداد پیش ہوئی تھی۔ صحافتی نمائندوں نے اس اجلاس سے اس بنا پر واک آؤٹ کر دیا کہ معتمد صاحب مجلس بلدیہ نے اس قرارداد کی نقل دینے سے انکار کیا تھا۔ صحافتی نمائندوں کے اس واک آؤٹ کو حق بجانب قرار دیتے ہوئے جو مقامی جرائد نے عہدہ داران بلدیہ کے اس طرز عمل کے خلاف احتجاج کیا۔ اس سلسلہ میں معتمد صاحب مجلس بلدیہ کا یہ اعتذار شائع ہوا ہے کہ:۔

"میں نے با اجازت جناب صدر نشین صاحب اس وقت اس کی نقل دینے سے اس لئے انکار کیا کہ وہ مجلس بلدیہ کا قطعی فیصلہ نہ تھا اور بہت ممکن ہے معزز مجلس بلدیہ اس میں ترمیمات فرمائے۔ چنانچہ یہی ہوا۔ اس مسودہ کے بجائے مولوی غلام احمد خان صاحب کا ترمیم شدہ مسودہ منظور ہوا۔ ارباب صحافت کی خواہش پر اگر نقل مسودہ قرارداد دی جاتی تو نتیجہ یہ ہوتا کہ ایک ایسی قرارداد اخبارات میں شائع ہو جاتی جو مجلس بلدیہ سے نامنظور ہوئی۔ ارباب صحافت کو اخبارات میں اشاعت کے لئے صرف وہی تجاویز دی جاتی ہیں جو منظورہ مجلس بلدیہ ہوں۔ وہ تجاویز یا ایسی تجاویز جو منظوری کے لئے پیش ہو رہی ہوں نہیں دی جاتیں۔"

اس اعتذار سے ظاہر ہوتا ہے کہ معتمد صاحب بلدیہ صحافت کے فرائض اور پبلک کے حقوق سے قطعاً ناواقف ہیں۔ اگر صرف منظورہ قرارداد ہی اخبارات میں شائع ہو اور روئداد کا کوئی جزو شائع نہ ہو تو صحافتی نمائندے مجلس بلدیہ کے اجلاس میں شریک ہو کر کیوں اپنا وقت ضائع کریں۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ پبلک کو یہ جاننے کا حق ہے کہ مجلس میں کیا قرارداد پیش ہوئی۔ اس کے متعلق کیا مباحث پیش کی گئیں۔ موافق اور مخالف تقریریں کیا ہوئیں۔ اگر پبلک کو یہ جاننے کا حق نہیں تو مجلس بلدیہ کو ایک عمومی ادارہ کہلانے کا کیا حق ہے۔ پیش نظر مسئلہ میں ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ جس مسودہ قرارداد کی نقل دینے سے انکار کیا گیا تھا وہ قرارداد کیا تھی اور کیوں منظور نہیں کی گئی اور جو قرارداد منظور ہوئی وہ کیا تھی اور کیوں منظور ہوئی۔ ان قراردادوں سے متعلق موافق اور مخالف کیا خیالات ظاہر کئے گئے۔ پبلک کو ان امور سے واقف ہونا اس لئے چاہئے تاکہ اس کو معلوم ہو کہ اس کے نمائندے مجلس بلدیہ میں پبلک کی صحیح طور پر نمائندگی کر رہے ہیں یا نہیں۔ اگر روئداد کے یہ سارے اجزا اخبارات میں شائع نہیں کئے جا سکتے اور صرف منظورہ قرارداد ہی شائع ہو سکتی ہے تو پھر معتمد صاحب کو یہ بھی اعلان کر دینا چاہئے کہ مجلس بلدیہ پبلک ادارہ نہیں ہے۔ ان حالات میں صحافتی نمائندوں کا واک آؤٹ بالکل حق بجانب تھا۔ اگر عہدہ داران بلدیہ صحافتی نمائندوں کو ضروری سہولتیں بہم نہیں پہنچا سکتے تو صحافتی نمائندوں کا فرض ہو جاتا ہے کہ صحافت کے وقار کو برقرار رکھنے کے لئے بلدیہ سے تعاون عمل نہ کریں۔

حکم نگرانی پارچہ فروشان

و پارچہ فروشوں کے لئے لائسنس

حیدرآباد، ۱۳ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت سرکار عالی عنقریب قواعد تحفظ کے تحت حکم نگرانی پارچہ فروشان جاری کرنے والی ہے جس کی رو سے تمام پارچہ فروشوں کو لائسنس لینا لازم کر دیا جائے گا۔ لائسنس کی فیس برائے نام اور معمولی سی ہوگی۔ جو ایک سال کے بعد قابل تجدید ہوگا۔ حکومت کو اگر غیر صحیح مواد اسٹاک وغیرہ کے متعلق اطلاع نامہ کی تعمیل کے سلسلے میں دیا جائے تو حکومت کو اس صورت میں یہ اختیار ہوگا کہ وہ لائسنس منسوخ فرما دے۔ اس حکم کی خلاف ورزی کی صورت میں اسٹاک ضبط کر لیے جائیں گے۔ علاوہ قید یا جرمانہ دونوں سزائیں دی جا سکیں گی۔ (ا۔پ)

کپڑے کی قیمت میں اضافہ کا رجحان

ٹکسٹائیل کمشنر کا بیان

حیدرآباد، ۱۳ ستمبر۔ مسٹر سید محمد غنی الدین ٹکسٹائیل کمشنر حکومت سرکار عالی نے ایک بیان جاری فرمایا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں حال ہی میں یہ دیکھا جا رہا ہے کہ کپڑے کی قیمت میں اضافہ کا رجحان پیدا ہو گیا ہے۔ کپڑے کی قیمتیں حکومت نے قطعی طور پر مقرر کر دی ہیں۔ اور اس میں اضافہ کا ہرگز امکان نہیں۔ اگر کوئی امکان ہے تو صرف یہی ہے کہ بازار میں جو غیر فروخت شدہ پارچہ ہے اس کو چلر فروشوں کے ذریعہ اکتوبر تک ختم کر دیا جانا چاہئے۔ اکتوبر سے قبل مختلف تقاریب اور عیدوں کے مواقع کافی موجود ہیں۔ اور ان میں یہ چلر فروش آسانی کے ساتھ اپنے اسٹاک فروخت کر سکتے ہیں۔

مملکت آصفیہ میں نشریات کی ترقی

(۳)

شعبہ موسیقی

موسیقی اپنی لطافت اور اثر کے باعث انسانی زندگی اور فطرت سے گہرا تعلق رکھتی ہے۔ وہ آواز کے پیرائے میں ایک جادو ہے جو زندگی کے ہر گوشے میں اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہتا۔ دنیا کا کوئی حصہ اس کے اثرات سے خالی نہیں ہے۔ وہ ایک ہمہ گیر ادارہ ہے جو تمام دنیا والوں کو ایک روحانی مرکز پر جمع کر دیتا ہے۔ باوجود اس کے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ موسیقی کا کوئی معیار کیا ہے جو ذوق اور وجدان کو متاثر کر سکے۔ اس لئے کہ موسیقی حسن ہی کا ایک صوتی پیکر ہے جس طرح ذوق نظر اپنے لئے ایک الگ معیار حسن مقرر کر لیتا ہے اسی ذوق سماعت بھی نغمے کے لئے کسوٹی کا کام دیتا ہے اور ذوق کی تعمیر انسانی احساسات اور حقانی اثرات کرتے ہیں۔ ان ہی احساسات اور اثرات کی بنیاد پر ایک معیار پیدا ہوتا ہے لیکن اس معیار کو ہر ایک کے لئے قابل قبول ہونا ضروری نہیں۔

موسیقی اپنے اندر دو پہلو رکھتی ہے۔ ایک خارجی اور دوسرا داخلی اس کے داخلی پہلو میں مطرب کا وہ سرور شامل ہے جو حرکت سے خود حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کا خارجی پہلو سننے والوں پر اثر انداز ہوتا ہے جہاں تک داخلی پہلو کا تعلق ہے اس میں کسی قسم کا فرق پیدا نہیں ہوا۔ لیکن خارجی پہلو میں بہت تبدیلیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ میکانی ایجادات نے زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح موسیقی کو بھی آگے بڑھا دیا ہے اب وہ صرف محلوں، درباروں اور محفلوں کے لئے مختص نہیں رہی ہے بلکہ اس سے ہر ایک لطف اٹھا سکتا ہے۔ گراموفون کے ریکارڈوں اور فلموں نے موسیقی کی دلچسپی [illegible] ایک ریکارڈ صرف ایک ہی جگہ سننے [illegible] ریڈیو اور [illegible] اس وسعت میں بھی ایک تنگی تھی جس کو نشریات نے دور کر دیا۔ اب ایک مقام کی آواز ایک ہی وقت میں ساری دنیا کو سنائی دیتی ہے۔ غرض نشریات نے ایک ایسا ذریعہ پیدا کر دیا ہے جس کی وجہ سے ایک مقام کی طرز موسیقی دوسرے مقام پر متعارف ہو رہی ہے۔

ہندوستان چونکہ مختلف تمدنوں کا مرکز ہے اس لئے یہاں ایک ہی وقت میں کئی چیزیں چل رہی ہیں اور چونکہ موسیقی بھی تمدن کی ترجمانی کرتی ہے اس لئے یہاں اس کے بھی کئی مکتب کام کرتے ہیں۔ اس زمانہ کی ہندوستانی موسیقی کے مکتبوں میں مرہٹی طرز، کرناٹکی طرز، بنگالی طرز اور پنجابی طرز خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ جس طرح ہندوستانی تمدن کے مختلف پہلوؤں میں بیرونی اور خاص طور پر مغربی تمدن کا عنصر داخل ہو گیا ہے اسی طرح ہندوستان کی موسیقی پر بھی اس نئے عنصر نے اپنا اثر ڈالا اور بعض بعض وقت کسی ہندوستانی کے ہونٹوں پر ہندی نغمے عربی یا مصری [illegible] اختیار کر لیتے ہیں۔

اس سے قطع نظر کہ انسان کی پسند مسلسل تغیر پاتی ہے اور وہ کسی ایک ذائقہ [illegible] پر نہیں رہتی بلکہ [illegible] بدلتی رہتی ہے مختلف مکتبوں کے اس دور سے ہر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ موسیقی کا آخری مقام کہاں ہوگا یا کہ وہ کس خاص طرز اور انداز کو ایک مدت دراز کے لئے منتخب کرے گی اور مختلف طرزوں سے حاصل کی ہوئی ایک محوری طرز میں سمٹ آئے گی۔

اور حاضر کیا ہندوستان کی موسیقی خواہ وہ کسی بھی مکتب سے ہو ایک ایسے عبوری دور سے گزر رہی ہے کہ اس کے مستقبل سے متعلق کوئی قطعی پیش قیاسی نہیں کی جا سکتی۔ پیش قیاسی میں تذبذب کی وجہ اس سے ظاہر ہو سکتی ہے کہ روز بروز بیرونی نئے عنصر شامل ہوتے جا رہے ہیں۔ فلم اور ریکارڈوں کی دنیا ایک نئی کروٹ لے رہی ہے بجائے زیادہ سازوں اور باجوں کے آرکیسٹرا کو کافی سے زیادہ اہمیت حاصل ہو رہی ہے۔ فلمی گانوں میں مختلف طرزوں کے چٹخارے ملتے ہیں اس کے علاوہ ہندوستان میں خود مکتب موسیقی کے ساتھ تمدن، زبان، عمر اور صنف کے اختلافات کی وجہ سے سننے والوں کے ذوق اور معیار پسند میں بھی تبدیلی ہوتی جا رہی ہے۔ پنجابی مکتب موسیقی اپنے اوکھے پن اور دل آویزی کی وجہ سے کافی مقبول ہو رہا ہے۔ بنگالی مکتب میں مغربی طرز کی زیادہ آمیزش ہوتی جا رہی ہے۔ مرہٹی مکتب دوسرے عناصر کو جذب کرتے ہوئے غیر شعوری طور پر ایک نئی شکل اختیار کرتا جا رہا ہے۔ کرناٹکی مکتب مرہٹی مکتب اور نئے فلمی گانوں سے متاثر ہو رہا ہے لیکن عام پسند موسیقی کے ان مکتبوں سے ہٹ کر افسوس ہے کہ اس کے فن کا کوئی خاص مکتب نہیں ہے۔ بلکہ ذاتی اور خاندانی امتیازات کے دعاوی نے اس میں کئی مکاتب یا "گھرانے" پیدا کر دیئے ہیں اور گھرانے اپنے آپ کو دوسرے گھرانے سے برتر سمجھتے ہیں۔ مختلف گھرانوں کے مابین ذاتی اور معیار کے گہرے اختلافات ہیں۔ ہر مکتب کے حامی اپنے سننے والوں کو یہ یقین دلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہی صداقت پر ہیں۔ اس طرح سننے والے بھی مختلف گروہوں میں بٹ گئے ہیں۔ ایسی محفلیں جہاں کے فن کار اور سامعین فن موسیقی کے مختلف مکتبوں سے تعلق رکھتے ہوں ایک کیفیت پیدا کرنے کی بجائے نکتہ چینیوں، چوٹوں اور بحث و مباحثوں کا مرکز بن جاتی ہیں۔ ان حالات سے قطع نظر کر کے ارباب فن دنیا کے موجودہ نظام سے بہت دور ہیں۔ وہ دنیا کے ان نئے [illegible] سے ناآشنا ہیں جس سے کسی فن کو محدود نہیں رکھا جا سکتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کا وہ فن جو سینہ بسینہ ان تک پہنچا ہے ان کے ساتھ ہی ذہن ہو جاتا ہے اور دوسرے لوگ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ شاگرد ان سے جو کچھ حاصل کرتے ہیں وہ ان کڑی ریاضتوں کے باعث جو استاد کی رہنمائی کی ساتھ ہوتی ہیں ادھورا ہوتا ہے۔ اور اس طرح ادھورے فن سے بے بنیاد اختلافات اور بھی گہرے ہو جاتے ہیں۔ غرض تنگ نظری ابھی تک باقی ہے اور فن کا مستقبل تاریک سے تاریک تر ہوتا جا رہا ہے۔ ارباب فن کی بے احتیاطیوں کی وجہ سے سننے والے فن سے ناآشنا ہوتے جا رہے ہیں اور جیسے جیسے زمانہ آگے بڑھتا جا رہا ہے سننے والوں کے ذوق پر فنی موسیقی کی بجائے عام پسند نغمے چھاتے جا رہے ہیں۔ ان تمام امور کی وجہ پروگرام ترتیب دینے والے افراد اور اداروں کو بہت سی دقتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ایک طرف گراموفون والے پریشان ہیں تو دوسری طرف گراموفون ریکارڈ تیار کرنے والے۔ ان دونوں سے زیادہ دقتیں ان افراد کو محسوس ہوتی ہیں اور ظاہر ہے ضرور ہوں گی جو نشریات کے پروگرام بناتے ہیں اس لئے کہ اگر کوئی نغمہ یا تیار ہو جو ان کے ذوق کے مطابق نہ ہو یا اس میں وہ جاذبیت اور دلچسپی نہ ہو جس کو [illegible] تو اس کا فوری اثر تھیٹر یا فلم کمپنی کی آمدنی پر پڑے گا۔ ریکارڈ پسند خاطر نہ ہوں تو ان کی بکری نہیں ہوگی۔ مگر نشریات کا معاملہ اس سے بالکل محدود ہے۔ ریڈیو رکھنے والے ہر قسم کا پروگرام سن سکتے ہیں اور ہمیشہ اس کی توقع رکھتے ہیں کہ ان کی پسند کا پروگرام نشر ہو۔ اگر پروگرام ان کی پسند کے مطابق نہ ہو یا عیب دار اور معیار سے گرا ہوا ہو تو سننے والے [illegible] تاثرات اور خیالات کو ایک طرف تو خطوں کے ذریعہ بھیجا کرتے ہیں دوسری طرف نشر گاہوں میں خطوں کی [illegible] ہو جاتی ہے۔ تحریری تنقید و تنقیص کے تمام دروازے کھل جاتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں خراب یا ناپسندیدہ پروگرام کو وہ ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نہیں اڑا سکتے اور ایک بڑی دقت یہ ہے کہ سامعین کی پسند ناپسند کے قطعی اور صحیح طور پر معلوم کرنے کا ٹھیک [illegible] ہوتی ہے اور پسند اور معیار معلوم کرنا خصوصاً ہندوستان میں بہت دشوار محسوس ہو رہا ہے اس لئے اس سلسلہ کی بھی مشکلیں ہونا لازم ہیں۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ خود بلدہ حیدرآباد بلکہ تمام ممالک محروسہ سرکار عالی میں فن موسیقی کی سرپرستی دیکھنے والے فن کاروں اور مطربوں کا کال ہے۔ گانے بجانے والوں کی کمی اور دور حاضر کی نت نئی ہنگامہ آرائی [illegible] پروگرام بنانے والے حضرات کو پریشان ہونا پڑتا ہے۔ [illegible] کرنے اور ریاست کے باہر سے [illegible] سننے والوں کو بیرونی فن کاروں کا گانا سنوانے کے لئے ان کو دور دراز مقاموں سے طلب کرنا پڑتا ہے۔ مگر اس میں بھی چند در چند مشکلیں ہیں۔ شعبہ موسیقی کی کہ وہ ہندوستان کے تمام صوبوں کے فن کاروں تک رسائی حاصل کرنے کے امکان سے باہر ہے۔ شمالی ہند بنگال اور پنجاب جیسے دور دراز علاقوں سے فن کاروں کو طلب کرنا [illegible]

[illegible]

اردو میں مغربی طب کی کامیاب تعلیم

جامعہ عثمانیہ نے ۳۳۲ ڈاکٹروں کو اسناد عطا کیں

۴۴ معیاری کتابوں اور ۳۵۰۰۰ اصطلاحوں کا ترجمہ

طبیہ کلیہ جو ۱۹۲۶ء میں قائم ہوا تھا اور اب تک (۳۳۲) ڈاکٹروں کو اسناد دے چکا ہے۔ فی الوقت اس کالج میں ۱۹۶ طلبہ زیر تعلیم ہیں جن میں ۳۰ لڑکیاں بھی شامل ہیں۔ اردو کا ذریعہ تعلیم ہونا اس پیشہ میں مہارت حاصل کرنے میں مطلق رکاوٹ نہیں اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس کالج کے جو طلبہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے بیرونی ممالک کو گئے انہوں نے وہاں بھی امتیازات و اعزازات حاصل کیے۔

طب سے متعلق ۴۴ معیاری کتابوں اور ۳۵۰۰۰ اصطلاحوں کا [illegible] ترجمہ ہو چکا ہے۔

۱۸۴۶ء میں فرمانروائے وقت ہز ہائینس نواب ناصر الدولہ بہادر علیل ہوئے اور حیدرآباد میں متعین برطانوی ریزیڈنٹ مسٹر فریزر نے ریزیڈنسی کے سرجن ڈاکٹر مکلین کا علاج کرنے کا مشورہ دیا۔ ہز ہائینس نے یہ مشورہ بخوشی قبول فرمایا اور [illegible] دواؤں سے کام لیا جائے۔ ڈاکٹر مکلین کے علاج سے ہز ہائینس کو صحت حاصل ہوئی اور مغربی طب کی تعلیم دینے کے لیے ایک مدرسہ قائم کرنے کے متعلق فرمان صادر ہوا۔

طبی مدرسہ کا قیام ۱۸۴۶ء میں حیدرآباد میں طبی مدرسہ قائم ہوا جس میں پہلے تو اردو میں تعلیم دی جاتی تھی لیکن [illegible] سے انگریزی میں تعلیم دی جانے لگی کیونکہ انگریزی جاننے والے طلبا بھی مدرسہ میں شریک ہونے لگے تھے۔ امتحانوں کے پرچے [illegible] ممتحنین کی ایک مجلس مرتب کرتی تھی جو گرانٹ میڈیکل کالج [illegible] پر مشتمل تھی اور سکندرآباد کے برطانوی طبی عہدہ داروں [illegible] امتحان لیتے تھے۔ ۱۹۲۰ء میں جامعہ عثمانیہ کے قیام سے پہلے ڈگری کی کلینیکل تعلیم [illegible] سکندرآباد میں دی جاتی تھی۔ اس مدرسہ کا معیار تعلیم [illegible] ایل ایم ایس کے مساوی تھا۔

مدرسہ کلیہ بنا دیا گیا ۱۹۲۶ء میں اعلیٰحضرت بندگانعالی کی منظوری سے اس مدرسہ کو کلیہ [illegible] ۱۹۲۷ء میں [illegible] ایم بی بی ایس [illegible] جامعہ عثمانیہ سے ملحق کر دیا گیا اور ایم بی بی ایس کی [illegible] جن میں ذریعہ تعلیم اردو قرار دیا گیا۔

بیرون ملک اسناد کو تسلیم کرلیا گیا طیلسانین جامعہ [illegible] ایم بی بی ایس (جامعہ عثمانیہ) کی پہلی جماعت ۱۹۳۲ء میں کامیاب ہوئی اور اس وقت سے اب تک ۳۰۳ طلبا نے ایم بی بی ایس کی سند حاصل کی۔ حکومت ہند نے جامعہ عثمانیہ کی سند ایم بی بی ایس کو انڈین میڈیکل سروسیس میں داخلہ کے لیے تسلیم کر لیا ہے اور مساوات اساس پر برطانوی ہند کی جامعات کے مماثل اسناد کو مستقل طور پر تسلیم کرنے کا مسئلہ ہندوستانی مجلس طبی کے زیر غور ہے۔

(۱۳۰) طالبات کلیہ طبیہ میں زیر تعلیم افراد کی تعداد ۴۹۶ ہے جس میں ۳۶۶ طلبا ہیں اور ۱۳۰ طالبات ہیں۔

بہ اعتبار قابلیت [illegible] پانچ [illegible] اور دس وظیفے دیئے جاتے ہیں اور دس طلبا کی اجرت تعلیم معاف کی جاتی ہے۔

طالبات کو کل چار وظیفے دیئے جاتے ہیں جن میں دو وظیفے چالیس چالیس روپیہ ماہانہ کے اور دو وظیفے تیس تیس روپیہ ماہانہ کے ہیں۔

عملہ اور تجربہ خانے اس کلیہ کے سالانہ مصارف تقریباً ۳۵۰۰۰ روپیہ ہیں۔ اساتذہ اہل اور قابل ہیں جن میں سے بعض خود اس کلیہ کے سابق طلبا ہیں اور انہوں نے برطانیہ جا کر بھی اعلیٰ تعلیم پا کر سندیں حاصل کی ہیں۔

کلیہ طبیہ کا عملہ حسب ذیل اشخاص پر مشتمل ہے:-

پروفیسر	۸
ریڈر	۴
لکچرار	۱۹
کیمسٹ	۱
ڈیمانسٹریٹر	۹

تعلیمی اور تحقیقاتی ضروریات کے لیے تجربہ خانوں میں تمام ضروری سامان موجود ہے۔ طلبا کو کلینیکل تعلیم شفاخانہ عثمانیہ کے وارڈوں اور شفاخانہ امراض متعدی میں دی جاتی ہے۔ شفاخانہ عثمانیہ میں کرایہ والے کمروں کے علاوہ ۶۰۰ مریضوں کے لیے اور شفاخانہ امراض متعدی میں ۱۰۰ مریضوں کے لیے پلنگ موجود ہیں اول الذکر میں مختلف قسم کے بستروں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

طبی	۲۲۳
جراحی	۲۹۳
زچگی	۷۳
نسائی امراض	۴۰
بچگانہ	۷۰

مرض جذام سے متعلق سند تعلیم ڈچپلی کے شفاخانہ جذام میں دی جاتی ہے جہاں ۵۸۰ مریضوں کے لیے گنجائش ہے اور دماغی امراض سے متعلق تعلیم [illegible] شفاخانہ امراض دماغی میں دی جاتی ہے جہاں ۴۰۰ سے زیادہ مقیم مریضوں کے لیے گنجائش ہے۔

۳۵۰۰۰ اصطلاحوں اور ۴۴ کتابوں کا ترجمہ طب سے متعلق جو کتابیں اردو میں ترجمہ کر کے شائع کی گئی ہیں ان کی تعداد ۴۴ ہے اور جن طبی اصطلاحوں کا ترجمہ کیا گیا ہے ان کی تعداد ۳۵۰۰۰ ہزار ہے۔

مملکت آصفی میں نشریات کی ترقی

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۴)

افواجات ہوتے ہیں جن کے اثرات [illegible] کے پروگرام سن کر [illegible] ہیں۔ [illegible] کو کان لگانے کے معاوضہ کے علاوہ آنے جانے کا کرایہ، رہنے سہنے اور کھانے پینے کا خرچ دینا پڑتا ہے۔ اور دور سے جو نقصان ہوتا ہے اس کی بھی تھوڑی بہت تلافی کرنی پڑتی ہے چونکہ ان کو کافی رقم ادا کی جاتی ہے اور بار بار بلانا ممکن نہیں ہے اس لیے [illegible] کم سے کم دو اور زیادہ سے زیادہ چار پروگرام مقرر کرنے پڑتے ہیں۔ حیدرآباد میں [illegible] تعداد میں [illegible] [illegible] اور [illegible] نشریات ہے اس لیے وہ بیرونی [illegible] معمولی معاوضہ پر حاصل ہو سکتے ہیں حیدرآباد آنے کے لیے بہت زیادہ معاوضہ مانگتے ہیں۔ ان دشواریوں اور [illegible] کے باوجود [illegible] سے امکانی حد تک دلچسپ اور معیاری پروگرام نشر کرنے کی کوشش کی [illegible] کی کامیابی کا اندازہ [illegible] سے ہو سکتا ہے جو [illegible] وصول ہوتے رہتے ہیں۔ [illegible] تصور ہے [illegible] کہ ایسے خطوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جن میں [illegible] افزائی اور ستائش کی گئی ہے۔

انجمن طیلسانین عثمانیہ

عہدہ داران کا سالانہ انتخاب

حیدرآباد [illegible] انجمن طیلسانین عثمانیہ کے عہدہ دار اور ارکان کا بجٹ کا سالانہ انتخاب [illegible] آبان [illegible] تک ارکان انجمن کو چاہیے کہ ان کے ذمہ انجمن کے چندہ کا کوئی بقایا ہو تو اس کو ادا کر دیں تا کہ ۱۵ آبان [illegible] کو انجمن کے دفتر میں فہرست رائے دہندگان مرتب ہو کر شائع ہو سکے اگر اس فہرست میں کوئی امر تصحیح طلب ہو تو اس کا موقع [illegible] کے بعد ۴ آبان [illegible] تک حاصل رہے گا [illegible] انتخاب کے لیے [illegible] ۱۱ آبان [illegible] تک [illegible] ۲۲ آبان [illegible] تک [illegible] شدہ انتخاب سے رضامندی کی اطلاع [illegible]

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

ماہ آبان کے رسالہ "سب رس" میں "مہمان نوازی کی بدہضمی" کے عنوان سے قاضی عبدالغفار صاحب (ایڈیٹر پیام) کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا اختتام ذیل کے فقرے پر ہوتا ہے:-

"ہم سب کو بہت احتیاط کے ساتھ صرف ایسے ہی لوگوں کا استقبال کرنا چاہئے جو اس کے مستحق ہیں۔ مہمان نوازی کی اس بدہضمی کو جس کی وجہ سے غیر معروف اور گمنام شخص بھی حیدرآباد کو اپنا گاؤں بنا لیتے ہیں ہم کسی طرح قابل ستائش نہیں کہہ سکتے۔"

واقعہ یہ ہے کہ گمنام میزبان گمنامی کے پردہ سے باہر آنے کے لئے مہرو وارد کو لیڈر یا مولانا بناکر اس کی آڑ میں اپنی تشہیر کرتا ہے۔

چنانچہ رسالہ مذکور میں قاضی صاحب کی نظر سے شاید نہیں گذرا۔ اسی مضمون میں ایک جگہ قاضی صاحب نے بجا فرمایا ہے کہ:-

"بعض اصحاب خود اس تاک میں رہتے ہیں کہ کوئی بھی پیٹ فارم پر نظر آتا ہو تو اسے سنجیدہ اور واقعی قابل تھا اس تک ان کو دسترس نہیں۔ حالانکہ وہ باہر آنے والوں کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔ جب کوئی شہرت کا موقعہ ان کے ہاتھ لگ جاتا ہے تو اس کو خود بازیابی سمجھ کر اس سے بچانے لگتے ہیں تاکہ ایک طرف تو قدر شناسی اور مہمان نوازی کا ڈھونڈورا پیٹا جائے اور دوسری طرف ان کا بھی نام ہو جائے کہ یہ بھی خود و نمائش کا پتلا معلوم ہو۔"

سچ ہے کہ قاضی صاحب نے ظن فرمایا کہ مرد نا پاکی جو پیش ہوتا ہے۔

ایک دوست ——— آج کل بسی کس کی تشکیل زیادہ پسند کی جاتی ہے؟

دوسرا دوست ——— مدرسانہ اندر ہو گا۔

پہلا ——— کیوں؟

دوسرا ——— اگر با ہر نکلے تو نظر آتا ہے۔

شور و پکار شروع ہو جاتا ہے اور اگر منت کی جائے تو نوکری جاتی ہے۔

کلیہ طبیہ جامعہ عثمانیہ میں (۱۴۰) لڑکیاں زیر تعلیم ہیں جو بعد ختم تعلیم لیڈی ڈاکٹرس بن جائیں گی۔ (ایک خبر)

اس مسئلہ پر تو بان مت کے اداریہ کا انتظار ہے۔

ماہ آبان کے رسالہ "معلومات حیدرآباد" میں حیدرآباد کے بیچاروں پر ستر و توش کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں ایک جگہ مضمون نگار نے لکھا ہے کہ:-

"پیشہ ور گروہ کے اندر یہ قوم (بیچارہ) کبھی کبھی ڈاکے بھی ڈالا کرتی تھی۔"

دوسری جگہ لکھا ہے کہ:-

"جو یوں بھی ہیں وہ بیچارہ بن بھی کہتے ہیں یہ قوم کی ایک قدیم یادگار ہے۔"

ہم سمجھتے ہیں کہ اس مضمون پر معترض وارث جس طرح چیخنی چاہئے تھی نہیں چلی۔

حکومت ہند نے ایک آرڈیننس جاری کیا ہے جس کی رو سے دھوکہ باز ٹھیکہ دار اور رشوت خوار سرکاری ملازمین کے متعلق ات کا عاجلانہ فیصلہ کرنے کے لئے خصوصی عدالتیں قائم ہوں گی۔ عدالت کے ارکان میں ایک فوجی افسر بھی ہوگا۔

(اسوسی ایٹیڈ پریس)

اب ہمیں یہ کچھ یقین ہو چلا ہے کہ رشوت ستانی کی شاید روک تھام ہو جائے کیونکہ فوجی افسر ٹھیکہ کا فائدہ کو نہیں دیتے۔ خان بہادر محمد مظہر صاحب معلوم ہوا کہ میجر جنرل الیڈروس کا مکان تالاب ان صاحب سے قریب ہے۔

حیدرآباد میں سال گذشتہ ۱۰ لاکھ ایکڑ پر گیہوں کی کاشت ہوئی تھی لیکن اس سال صرف ۱۰۰۹ لاکھ ایکڑ پر گیہوں کی کاشت ہوگی لیکن بیان کیا جاتا ہے کہ رقبہ کاشت کی کمی کے باوجود پیداوار میں ۳۰ فیصد کا اضافہ ہوا۔ (ایک خبر)

کیا ناظم صاحب اعداد و شمار اعداد کی اس گتھی کو ہم جیسے عامیوں کے لئے سلجھا سکیں گے۔

کپڑے کی قیمت پھر چڑھ گئی۔ (ایک خبر)

اس کا علاج یہی ہے کہ روزہ دار رمضان کی خریدی یک لخت بند کر دیں۔

ایک شہری ——— زیادہ غذا اگاؤ کی مہم کو کامیاب بنانے کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟

دوسرا شہری ——— تبلیغ و اشاعت

ماہر حیوانیات ——— بھائی صاحب سالانہ ۵ لاکھ ٹن چاول کی کمی کو صرف تقریر یا تحریر سے پورا نہیں کیا جا سکتا۔ ضرورت اس کی ہے کہ تربیت آب پاشی کو اس درجہ وسعت دی جائے کہ مزید ۲ لاکھ ایکڑ اراضی میں چاول کی کاشت کی جا سکے یہی حال گیہوں کا بھی ہے۔

پہلا شہری ——— میرے دوست تم نے تو آب پاشی کا ذکر چھیڑ کر جلے پر زخموں پر نمک پاشی کی۔

ایک رہرو نے تحریر کیا ہے کہ:-

"دفتر نظامت تعمیرات کے سامنے کی سڑک کے بازو اتنے گہرے گڈھے پڑ گئے ہیں کہ آئے دن حادثات ہوتے رہتے ہیں۔ محکمہ تعمیرات کیوں نہیں تعمیرات کو اس جانب توجہ دلاتا ہے؟"

جہاں تک ہم نے غور کیا سڑکوں کی خرابی کی ذمہ داری تعمیرات پر نہیں بلکہ محکمہ نظام تعلیم پر عائد ہوتی ہے کیونکہ انجینیروں کے نصاب میں سڑکوں کی مرمت شامل ہی نہیں ہے۔

اسوسی ایٹیڈ پریس کی اطلاع ہے کہ حیدرآباد میں قومی غذائی کونسل آئندہ مہینے میں قائم ہوگی۔ مگر غذا کب سستا ہو گیا؟

مسولینی کا زوال اور ترکی کا ردِ عمل

فالح رفقی عطائی کا تبصرہ

۔ موجودہ ترکی نے مسولینی کے استعفا کی خبر بڑی حیرت سے سنی ترکی اخباروں نے یہ واضح کر دیا کہ ترکی کے باشندوں کو اٹلی کے باشندوں سے کوئی پرخاش نہیں لیکن ترکی جرائد نے مسولینی کی ۲۰ سالہ آمریت پر سخت تنقید کی۔

مسولینی ترکی کا زبردست دشمن تھا۔ مسولینی قدیم سلطنت روما کا خواب دیکھ رہا تھا۔ اس سے بحر روم میں ترکی کا یہ موقف خطرہ میں پڑ رہا تھا۔ البانیہ پر اٹلی کے تسلط اور حبشہ کی فتح اور ہسپانیہ کی خانہ جنگی میں اس کی شرکت سے یہ ثابت ہو رہا تھا کہ جو ممالک بحر روم پر واقع ہیں ان کا مستقبل تاریک ہے۔ جب اٹلی نے یونان پر حملہ کیا ترکی کے شبہات یقین سے بدلنے لگے۔ یہ محسوس ہونے لگا کہ جس طرح ہٹلر اپنے منصوبوں کو بتدریج پورا کر رہا ہے اسی طرح مسولینی بھی اپنے منصوبے پورے کر رہا ہے۔ مسولینی نے حبشہ فتح کر لیا تھا اور اٹلی کے باشندوں سے وعدہ کیا تھا کہ وہ کارسیکا، نیس اور تیونس بھی فتح کرے گا۔ مسولینی نے البانیہ کا وعدہ پورا کر دیا۔ ان واقعات سے ترکوں میں تشویش کا پیدا ہونا یقینی تھا۔

مسولینی کے زوال پر ترکی کے سرکاری اخبار "الوس" کے ادارتی مضامین سے ترکی حکومت کا نقطۂ نظر واضح ہو جاتا ہے۔ یہ مضامین فالح رفقی عطائی کے نوشتہ ہیں جو ترکی صحافتی دنیا کے ممتاز [illegible] ہیں۔ عطائی لکھتے ہیں کہ:

"مسولینی نے اس وقت کنارہ کشی کی ہے جبکہ اس نے ۲۰ سالہ اقتدار میں عنان حکومت اپنے ہاتھ میں رکھی۔ بیس سال کے دوران میں اس نے ملک میں امن قائم کیا۔ حبشہ فتح کر کے سلطنت میں وسعت دی۔ ایک [illegible] آمر کی حیثیت سے اس نے [illegible] کو سرد [illegible]۔ مسولینی کے زوال کے تین اسباب ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ حبشہ کی جنگ کے وقت اٹلی کے خلاف [illegible] کے موقع پر اس نے یہ سمجھ لیا کہ سلطنت برطانیہ ختم ہو چکی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ۱۹۴۰ء میں سقوط فرانس کے وقت اس نے یہ خیال کیا کہ جنگ ختم ہو چکی ہے اور تیسری وجہ اس کا خود غرضی میں مبتلا ہونا ہے اور فاسطیت کے وقار کو اس واقعہ سے نقصان پہنچا کہ جرمنی کی مدد سے اٹلی کو یونان کے ہاتھ سے بچایا گیا۔

اس وقت اٹلی کی قسمت جرمنی اور اس کی کامیابی پر منحصر ہو گئی۔ شمالی افریقہ و سسلی میں شکست کے بعد اٹلی کے باشندے فاسطیت اور اس کے لیڈر سے متنفر ہو گئے۔ اس کے بعد مسولینی کے استعفے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ اٹلی کی شکست اور مسولینی کے استعفے کے نتائج بہت دور رس ہوں گے۔"

اپنے دوسرے مضمون میں مسٹر عطائی نے کسی قدر سخت لہجہ میں تحریر کیا ہے کہ:

"اپنی قوم کو سب سے برتر سمجھنا اور انگلو امریکن دنیا کو ہیچ تصور کرنا [illegible] بیس سال میں اطالوی قوم مسولینی اور فاسطیین کی قوم بن گئی ہے جیسے کہ رومیوں کی قوم تھی۔ یہ یقین کرنا کہ انگلستان میں لڑنے کی طاقت نہیں رہی اور یہ تصور کرنا کہ اپنا نقطۂ نظر ایک جارحانہ جنگ جاری رکھنے کے لئے کافی ہے محض غرور اور تکبر کا نتیجہ ہے۔"

یہ کہتے ہوئے کہ اٹلی نے جو کچھ حاصل کیا تھا اس کی وجہ اس کی قوت نہیں بلکہ سیاسی چال تھی عطائی کہتے ہیں "مگر یہ ایک افسوسناک واقعہ ہے کہ ایک شخص اور ایک جماعت کی غلطیوں کا خمیازہ ساری قوم کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔"

مضمون کو ختم کرتے ہوئے عطائی لکھتے ہیں کہ:

"فاسطیت جس نے ۱۹۲۲ء میں یہ اعلان کیا تھا کہ بحر روم ایک اطالوی جھیل ہے اور ان ممالک کو صنعتی ترقی سے محروم رکھنے کی کوشش کر رہی تھی جو بحر روم کے ساحلوں پر واقع ہیں یہ چاہتی تھی کہ ان تمام ممالک کو اطالوی مصنوعات کی منڈیوں میں تبدیل کر دے لیکن اب ۱۹۴۳ء میں فاسطیت یہ اعلان کر رہی ہے کہ متحدین اٹلی کو صرف ایک زرعی ملک بنا کر چھوڑ دیں گے۔ فاسطیت کا زوال جو ایک مسلسل خطرۂ جنگ تھا کیونکہ وہ قانون جنگ کے سوا کسی اور قانون سے واقف نہ تھی اب تمام امن پسند ممالک کے لئے باعث طمانیت ہو گا۔"

مسٹر عطائی کی اس رائے کی مزید اشاعت ممکن نہیں۔ ترکی میں اخباری تبصروں میں یہی نقطۂ نظر اختیار کیا گیا ہے۔ مسٹر عطائی کے تبصرے سے جمہوریہ ترکی کی رائے ایک حد تک واضح ہو جاتی ہے۔

ہونے والے وائسرائے کی تقریر

جنگ میں ہندوستان کا حصہ

لندن ۲۰ ستمبر۔ فیلڈ مارشل لارڈ ویول جو ہندوستان کے نئے وائسرائے نامزد کئے گئے ہیں آج لندن میں [illegible] کے [illegible] میں تقریر کرتے ہوئے کہا: "مجھے یقین ہے کہ آپ سب اس بات کو محسوس کرتے ہوں گے کہ جنگ اس وقت تک ختم نہیں ہوگی اور جنگی یا سیاسی اعتبار سے ہم اس وقت تک مطمئن نہیں ہوں گے جب تک کہ جاپان کو بھی اتنی مکمل شکست نہ دے دی جائے جتنی کہ جرمنی کو۔"

ہندوستان کی مساعی جنگ کے بارے میں انہوں نے کہا کہ شخصی طور پر ان سے واقف ہوں۔ ہندوستان سے فوج اور سامان کی جو امداد ملی ہے اس کے بغیر اتحادی مشرق وسطیٰ پر وہ قبضہ نہیں قائم رکھ سکتے تھے جو اس کی موجودہ کامیابیوں میں ایک عجیب حیثیت رکھتا ہے۔ ہندوستان ہی کی فوجوں کی مدد سے اتحادی نہ صرف مصر، فلسطین، شام، عراق اور ایران پر اپنا قبضہ قائم رکھ سکے ہیں اس کے لیے اتحادی ہندوستان کے زیر احسان ہیں اور مجھے یقین ہے کہ وہ اس احسان کو فراموش نہیں کریں گے۔

ہندوستان کے متعلق اپنی دلچسپی کے بارے میں انہوں نے کہا کہ ہندوستان سے میرا تعلق اس وقت سے ہے جب میں کپتان سے بھی نیچے عہدہ پر تھا۔ مجھے ہندوستان سے حقیقی محبت اور اس کے باشندوں سے ہمدردی ہے۔ میرے اوپر ہندوستان کا قرض ہے اور میں اس قرض کو ادا کر دینا چاہتا ہوں۔

ہندوستان کے مسئلے

ہندوستان میں میرے سامنے تین بڑے بڑے مسئلے درپیش ہوں گے اول یہ کہ جاپان کے خلاف جنگ کو فیصلہ کن اور فتح کی منزل تک پہنچانا، دوم حکومت کے ان مسائل سے نمٹنا جو ہندوستان کے لیے اہم ہیں اور سوم یہ کہ ہندوستان کی سیاسی ترقی کا بندوبست کرنا جو بہت سے لوگوں کے نزدیک تمام مسائل میں سب سے زیادہ اہم ہے۔ موجودہ تعطل کو جلد سے جلد حل کرنے کے لیے برطانیہ اور ہندوستان ان دونوں جگہ رائے عامہ کی طرف سے جو تائید کی جا رہی ہے اس کے وزن کو اور اس کی مشکلات کو میں پوری طرح محسوس کرتا ہوں۔ کام کی مشکلات اور خطرات کے بارے میں مجھے کوئی دھوکا نہیں ہے لیکن میں ان وسیع امکانات کی جھلک دیکھ رہا ہوں جو ہندوستان کے سامنے موجود ہیں شرط صرف یہ ہے کہ اسے صحیح راہ پر چلنے کے لیے راغب کر دیا جائے۔ میری تمنا ہے کہ وہ ایک طاقتور اور خوشحال ملک بن جائے۔ اگر برطانیہ اس مشکل پر ہندوستان کے قدم جما دے تو یہ اس کا ایک بہت عظیم الشان کارنامہ ہوگا۔

اپنی تقریر کے شروع میں لارڈ ویول نے مارشل سمٹس کو ایک شاندار خراج تحسین ادا کیا اور کہا کہ بہت کم لوگ ذمہ داری کے اتنے بڑے بار کو اتنے وقار، تمکنت اور بہادری کے ساتھ برداشت کر سکتے ہیں جیسے وہ [illegible]۔ [illegible] جن کے ساتھ کام کیا ہے [illegible] مشرق وسطیٰ میں اکثر اوقات ان سے مشورہ کیا ہے [illegible] تحریک کی بنا پر ان کی اس حیثیت [illegible] اور

[illegible] جاپان کی قوت کی تصدیق کر سکتا ہوں جب نے انہیں ایک ایسا [illegible] نظام [illegible] تھا جس کا ضرورت کے وقت سہارا لیا جا سکتا تھا۔ لارڈ ویول نے کہا کہ میں اس عہد کے ساتھ ہندوستان جا رہا ہوں کہ برطانیہ کے تمام حلقے اور تمام جماعتیں اس خواہش پر متحد ہیں کہ ہندوستان کو مکمل آزادی [illegible] کے لیے ہندوستانیوں کے تعاون کی ضرورت ہے [illegible] جاپانیوں کے خلاف جو ایک بے رحم دشمن ہے اور جو کمزوروں پر ظلم کرتا ہے نفرت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس موقع پر [illegible] نے جو تقریر کی اس میں کہا کہ برطانوی حکومت اس سے پہلے [illegible] دولت مشترکہ اور سلطنت کے ممبر کے [illegible] ہندوستان کو ایک آزاد برابر کا ساتھی بن جانے کی دعوت دے چکی ہے [illegible] ہم اس پیشکش کے لیے [illegible] جس کا دروازہ کھلا ہے [illegible] ہندوستان [illegible] ایک [illegible]

"مسیحا"

(خاکہ نوشتہ رفیعہ سلطانہ صاحبہ)

(۱) ناظمہ :- ایک ادھیڑ عمر کی خاتون جو شعر و ادب سے بہت دلچسپی رکھتی ہیں گفتگو بڑی فصیح و بلیغ کرتی ہیں اور ان میں عربی فارسی الفاظ کی حتی الامکان بھرمار کرتی ہیں۔ دل کی دھڑکن کی مریض۔ (۲) ناصر :- ایک موقر مجلے کے اڈیٹر۔ (۳) بیگم ناصر ان کی بیوی۔ (۴) شہناز اور پروین :- ناظمہ بیگم کی شاگرد جن سے ان کو خاص انس ہے۔ گل چمن :- خادمہ۔

ایکٹ اول

ناظمہ :- آہ اے میری کنیز خوش خرام گل چمن تم کہاں ہو۔ کمبخت ناتواں میرا بیچارہ دل بے طرح بیتاب ہے۔ اُف۔ اُف۔ کوئی بھی نہیں ..... گل چمن یہاں آؤ۔

گل چمن :- ابھی آئی سرکار۔

ناظمہ :- یہاں جان جاتی ہے تم کو تفریح سوجھتی ہے۔

گل چمن :- کمبخت لائی ہوں سرکار!

ناظمہ :- [illegible] جو [illegible] شہناز کو بلوا لاؤ اس دل بیتاب کی تسکین کریں۔

گل چمن :- کس کو بلاؤں سرکار رستے یاد رہے جاں نثار کو۔

ناظمہ :- آہ اے کوتاہ عقل بے شعور دختر سحرا! تجھے کس طرح سمجھاؤں کہ میری شاگرد وہ ہونہار پروین و شاعر عنبر افشاں شہناز کو بلا لاؤ

موٹر کی آواز

گل چمن :- لیجیے سرکار وہ خود آ گئیں (شہناز اور پروین آتی ہیں) (پروین ناظمہ کی طرز گفتگو سے خاص متاثر ہیں گفتگو میں ان ہی کی تقلید کرنا چاہتی ہیں لیکن اکثر فصاحت بگھارتے وقت غلط الفاظ استعمال کر جاتی ہیں)

ناظمہ :- آؤ آؤ۔ ع۔ اے آمدنت باعث آبادی ما۔ عین وقت آئے جبکہ میرا قلب نہایت بے کیفیت و الم سے بھرا تھا۔ اگر تم بار امتحان ہو جاتیں تو اچھا تھا۔

پروین :- میرے مشفق مہرباں آپ آج مغموم کیوں ہیں۔

ناظمہ :- آہ نہ پوچھو پروین یہ تو راز درون پردہ ہے۔

شہناز :- ہم آپ کی مونس و غمخوار ہیں کچھ تو ارشاد ہو۔

ناظمہ :- کیا بتاؤں [illegible] کچھ نہ پوچھو میرے دل میں سوا جو میرے دل کو بے قرار کر رہا ہے [illegible] پھر دھڑکن شروع ہو گئی گل چمن :- (گل چمن کہاں ہیں) کمبخت کیوڑہ لاؤ۔ اُف ۔۔ ہائے۔

شہناز :- میرا خیال ہے کسی ڈاکٹر کو فون کیا جائے۔

ناظمہ :- کوئی ڈاکٹر نہیں۔ دل کی دھڑکن کے مرض کا کوئی دوا ڈاکٹر کے پاس نہیں جیسے جیسے کسی کے پاس اس مرض کے ازالہ کرنے کے نسخے پائے جاتے ہیں۔

پروین :- اگر جنابہ کو کسی ایسے مسیحا کا نام معلوم ہو تو مطلع کیجیے تاکہ انھیں بلایا جائے۔

ناظمہ :- اے میری عزیز دختران سلیقہ شعار! (شہناز و پروین) بہ حیات نامیت وجہ سوز مقامی ہیں۔ مسٹر ناصر جو سے میں جو حضرت "مسیحا" ہیں تم لوگ انھیں ایک نامہ شوق لکھو۔

شہناز :- جی کیا کہا آپ نے ۔۔ "نامۂ شوق" ..... یعنی انھیں علیٰ کا خط روانہ کیا جائے؟

پروین :- میں نے سنا ہے مسٹر ناصر بہت کم کہیں آتے جاتے ہیں بجز و چند خاص دوستوں کے۔

ناظمہ :- "نہ پوچھو پروین یہ تو راز درون پردہ ہے" مسٹر ناصر اپنے فرشتوں کی انجام جو کہاں میں بڑے پکے ہیں۔ ان سے کہو کہ کیا وہ ملنے کے مشتاق ہیں [illegible] جا بجا [illegible] ناظمہ بیگم کو ہیت و خیالات کرنا چاہتی ہیں دیکھنا وہ خود [illegible]

شہناز :- معاف کیجیے ہم انھیں کیسے لکھیں!

ناظمہ :- ہاں ٹھیک تو کہا تم نے۔ میری طرف سے لکھ دو۔ لکھو!

ع۔ آنکھ کی تصویر سرنامے پہ کھینچی ہے کہ تا۔ تجھ پہ کھل جائے کہ اس کو حسرت دیدار ہے

شہناز :- ممکن ہے مسٹر ناصر یہ شعر پڑھ کر آنے کا ارادہ ملتوی کر دیں۔ وہ عجیب قسم کے انسان معلوم ہوتے ہیں۔ آپ رسالے کی خاطر ان سے ملنا چاہیں تو شاید وہ خوشی خوشی آئیں گے۔

ناظمہ :- قربان جایئے اس طرز کلام کے کیا مرا ذہن ثاقب ہے۔ میرے دماغ پراگندہ میں ایک ترکیب موزوں جلوہ افروز ہوئی ہے وہ یہ کہ خط محبت مملا بیگم ناصر کے نام لکھیں اور اسمیں مخاطب مسٹر ناصر ہے۔ اس صورت حال میں کسی شبہ کے وقوع کا مطلق احتمال نہیں۔

پروین :- واہ کیا رائے مناسب جنابہ کے "ذہن رسا" میں تشریف فرما ہوئی ہے۔ تو پھر یہی شعر برقرار رکھا جائیگا۔

ناظمہ :- ہاں اور لکھو ع

داں وہ غرور عز و ناز یاں یہ حجاب پاس وضع۔ راہ میں ہم ملیں کہاں بزم میں وہ بلائے کیوں

"آہ مرزا اسد اللہ خان غالب کا حافظ کس دن کام [illegible] کا لکھو میرا خانہ کسی بد نصیب کی جنت جنت کی طرح سونا ہے۔ تکلف نہ ہو تو آئیے تکلیف کیجیے ..... اُف ..... پھر دھڑکن شروع ہوئی۔ گل چمن اوگل چمن کہاں ہو۔ میرا نامہ مبارک ناصر صاحب کے پاس لے جاؤ اور دیکھو انھیں کے ہاتھ میں دے۔

پروین :- اچھا اب اجازت دیجیے ہم بھی چلتے ہیں۔

ناظمہ :- شکریہ تمہارا کا بہت ممنون ہوں۔

پروین :- میری مشفق استانی! اب نصیب دشمناں مزاج کیسا ہے؟

ناظمہ :- (ذرا ہوش میں آکر) اے میری نو نقش محبت پرور تم کیا کر سکتی ہو۔ تو دو بے در سالہ ہے۔ کیا ہے تاتا آپ نے۔ ع

دوست غمخواری میں میری سعی فرمائیں گے کیا

دیکھو میرے پاس بیتاب ہیں سے تم تو لوگ ایک خوبصورت ہدیہ اپنے لڑکے کے ساتھ بھیج دو میں عرصہ تعمیل ہیں واپس کر دونگی۔

موٹر کی آواز

گل چمن :- بیگم صاحب کوئی صاحب موٹر میں آئے ہیں آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔

ناظمہ :- وہی ہوں گے ٹھیک ہے۔ بلا لاؤ مسٹر ناصر آتے ہیں

ناظمہ :- وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے۔ کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

ناصر :- (تعجب ہو کر) آپ کا مزاج تو اچھا ہے۔ لیجے اس رسالے کے ضمن میں آپ سے کچھ کہنا تھا عجیب دلچسپ اتفاق ہوا ہے آنے والا ہی تھا کہ وہیں آپکا آدمی خط لیے آیا کیا کوئی تازہ خبر تھی رسالے کے متعلق؟ ..... (رک کر) اوہ۔ یہاں کتنا حسین ہے سامنے "مسند" کے قریب اچھا کھلا میدان ہے ہم وہیں کیوں نہ چلے چلیں۔ مگر معاف کیجیے۔ جو آپ نے برقع کیوں پہن رکھا ہے۔ آپ جو شاعرانہ طبیعت رکھتی ہیں خیالی فانوس میں چھپا دیں۔ حسرت یہ کہ ان پھولوں کی خوشبو چمنی بیدار آنکھیں ہے آپ کو جیسے اتفاق نہ ہو مگر میں کہتا ہوں یہ نقش دھر کے اصل پردہ تو آنکھ اور دل میں ہونا چاہیے۔

ناظمہ :- واہ کیا بات کہی آپ نے قدری (مرحمت آ کر) تیری کیا بات ہے کہ اس بندی ناچیز کے پہلو میں تمام دل نے طلاطم برپا کر رکھا ہے جو مرغ بسمل کی طرح تڑپتا رہتا ہے۔ ابھی بھی دھڑکن کا دورہ ہے۔ سنا ہے آپ مسیحائی بھی کرتے ہیں اور آپ پاس اس کا بڑا اچھا نسخہ ہے میرا بھی مسیحا آئیے نا۔ (ٹھہر کر) ع

اچھے عیسیٰ ہو مریضوں کا خیال اچھا ہے۔ ہم مرے جاتے ہیں تم کہتے ہو حال اچھا ہے

ناصر :- (کسی قدر پریشان ہو کر) جی معلوم ہوتا ہے آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ بیشک میرے پاس اختلاج قلب کا بڑا اچھا نسخہ تھا مگر افسوس وہ کھو گیا۔ کیا کسی ڈاکٹر کو فون کیا جائے۔

ناظمہ :- ع۔ ابن مریم ہوا کرے کوئی۔ میرے دکھ کی دوا کرے کوئی

آہ ظالم ع

بے نیازی حد سے گزری بندہ پرور کب تلک۔ ہم کہیں گے حال دل اور آپ فرمائیں گے کیا؟

ناصر :- آج آپ کی طبیعت معمول سے زیادہ [illegible] ہے [illegible] گفتگو کر رہی ہیں۔ دیکھیے طبیعت معتدل ہو تو اس کا موضوع [illegible] معلوم ہوتا ہے۔ یہ وقت گفتگو کا نہیں چلیے رسالے کے [illegible]

ناظمہ :- [illegible] تو ارشاد ہو۔

ناصر :- (ان کا ماحول جو ایک طرح [illegible] ہوتا ہے [illegible] بہر صورت ہندوستانی خواتین [illegible] لیکن ہم یہ جانتے ہیں کہ نئی نسل [illegible] کا خیال [illegible] موضوع [illegible] ہم [illegible] کی نسبت [illegible] کے مسائل [illegible] ہوتے ہیں۔

ناظمہ :- کیا کہا آپ نے ..... [illegible] مضمون لکھوں۔ فرما دیتے ہیں اور جب فاضل کی ڈگری کے ساتھ [illegible] کس طرح زیب بھی دیتا ہے۔ [illegible]

گزر کرتی ہیں۔ زکیہ بیبی وہ بیت چکی کار، ماہر خاتون کے ——— ہاں گزرتی ہیں جو منائے آپ بحث "مدبر" اور سیاست رانی ہیں۔

ناصر ——— (مسکرا کر) اور آپ سے کس نوک کے پیچھے کہہ دیا بھلا مجھ سے اور سیاست "سے کیا تعلق آپ دیکھتی ہیں میرے روز کی خاص مضامین کی کاوش بجائے شاعری میں غریب سیاست کہاں ہوں؟

ناظمہ ——— ہاں تب ہی سے میرے دماغ پراگندہ کیا یہ خیال اس طرح جاتا تھا کہ دنیا کا یہ شخص کیسی حالت وفا سے بھی کوئے سیرالی ہوں ان پر خاص فرمانی کی وجاہت خود کہ دیکھا یہ باتیں مجھ ہوتی رہیں گی۔ پہلے وہ سامنے کے سمندر میں پلیں دیکھا آپ نے کیسی سمندر رنگ اور تاثیر و عظمت۔ آپ نے یاد کی ترانے صادق ہے، میرے دل ہی کے مانند دریا۔ اس علیہ امواج کی داستان ہے بکری "ہے جو میری ہی طرح تنہائی کی زندگی گزار رہا ہے۔ یہ دیا سمندر ہے جس میں کوئی رہت نہیں" مگر مجھے اس سمندر کی شکست ریجوں پر اپنی ہی داستان حیات لکھی ہوئی نظر آتی ہے لیکن فرق اتنا ہے کہ سمندر میں ایک بت ہے اس میں بت "نہیں"۔

ناصر ——— (موضوع بدلنے کے خیال سے) ٹھیک فرماتی ہیں آپ ہی نے تشبیہات کا بڑا گہرا مطالعہ کیا ہے۔ یہ چاندنی آپ جیسی ناقدوں کے لئے بڑی ہی صبر آزما ہوتی ہوگی۔

ناظمہ ——— یہ چاندنی رات یہ تو موتی تھا۔ بیچ میں یہ سمندروں اپنی رات کے بدلے۔

جی چاہتا ہے ان قمقموں میں کھو جاؤں۔ گم ہو جاؤں جہاں سے مجھے دنیا کی خبر نہ آئے۔

ناصر ——— اچھا اب اجازت دیجئے۔ رات کافی جا چکی۔

ناظمہ ——— کہاں جاتے ہو بس اوٹھتے ہیں کی زندگی تم ہو
مرجھا نہ جائے اس باغ کی ڈالی۔ یہی تم ہو
مگر ہی سے ہر ایک بات پوچھتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تم ہی بتاؤ یہ انداز گفتگو کیا ہے۔
اچھا جاتے ہو ——— خدا حافظ و ناصر۔

ایکٹ دوم (سین اول)

(ناصر کچھ پریشان کھوئے ہوئے سے ٹہل رہے ہیں بیگم ناصر آتی ہیں)

بیگم ناصر ——— آپ نے ابھی تک چائے نہیں پی۔ دفتر جانے کا وقت ہو گیا۔

ناصر ——— کچھ تامل کے بعد) بیگم خدا کے لئے مجھے اس سے بچاؤ!

بیگم ——— کس سے میں آپ کا مطلب نہیں سمجھی۔ آپ کیسا کہہ رہے ہیں۔

ناصر ——— (جھینپ کر) وہ آپ کی شاعرہ شمال ناظمہ بیگم دونہ آپ بہت تو عزیز کرتی ہیں۔ مگر خدا شیطان کی حالت رہی تو میں پاگل ہو جاؤں گا۔

بیگم ——— ہائیں! آپ مرد ہو کر اتنی سی بات سے پریشان ہو گئے۔ آخر وہ بیچاری آپ کا کیا بگاڑ رہی ہے۔

ناصر ——— نادان نہ ہو بیگم تم نے ان کا برتاؤ دیکھا ہے۔

بیگم ——— جی ہاں میں تو روز دیکھ رہی ہوں کوئی بات کیا ہوئے اس کے کہ بیچاری تمہاری بہت عزت کرتی ہے۔

ناصر ——— میں ان کی عزت نہیں چاہتا بیگم۔ وہ مجھے جیسے بٹھانا چاہتی ہیں۔ کوئی ترکیب ایسی بتاؤ جس سے اس بلا سے ہمیشہ کے لئے نجات ہو جائے۔

بیگم ——— (سوچ کر) ایک ترکیب ذہن میں آئی ہے بڑی اچھی ترکیب ہے بشرطیکہ تم عمل کرو۔

ناصر ——— بتاؤ میں بسر و چشم عمل کیلئے تیار ہوں۔

بیگم ——— تم بھی ان کی محبت کا جواب محبت سے دو!

ناصر ——— ہائیں تم کیا کہہ رہی ہو۔ عشق تو شک ہے۔

بیگم ——— عجیب انسان ہو! ارے بھئی کیا یہ کب کہتی ہوں کہ آپ اکیلے تم "مجنوں" کا پارٹ ہی ادا کرتے ناٹک جائیے۔ بلکہ ایک دن انہیں کافی آثر بنایئے کہ آپ کے دل میں ان کی جگہ ہے۔ وہ یقینی کھیل کھیلیں گی۔ کسی دن جب وہ بے تکلف ہو جائیں اسی وقت ایک دم میں پہنچ جاؤں گی اور تم اس ڈرامہ کا آخری سین بھی دیکھ لینا۔

ناصر ——— (مسکرا کر) ترکیب مناسب ہے چلو آج ہی سے عمل جاری رہا ہوں!

سین دوم (ناظمہ بیگم کا مکان)

ناظمہ ——— گل چین دیکھ ناصر صاحب آج یہاں تشریف فرما ہوں گے وہ جب تک جلوہ افروز ہوں کسی کو آنے نہیں دینا اگر پردیں و شہناز آئیں تو کہہ دینا کہ میں میلاد میں گئی ہوں۔

(گل چین جا کر آتی ہے)

ناظمہ ——— آ گئے ناصر ——— سے کہتے ہیں جذب دل۔ ع
کچھ نا گہ ہی چلے آتے ہیں سرکار مند تھے۔ (ناصر آتے ہیں)

ناظمہ ——— نہ جانا کہ دنیا سے جاتا ہے کوئی
بڑی دیر کی مہرباں آتے آتے

ناصر ——— (مسکرا کر) اجی سنئے آپ تو تنہا کٹی بیٹھی ہیں۔

ناظمہ ——— لو اور سنو!
ایک کیجئے یہ جا جاتی ہے منہ پر رونق۔ وہ سمجھے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے
یہ ان یہ عشق تپش موت سے کچھ کم ہے۔ مگر اس میں لذت خاص ہے۔
کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیم کش کو
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا۔

ناصر ——— معاف کیجئے مجھے یقین نہیں آتا کہ آپ کے دل میں میرے لیے واقعی کوئی جگہ ہے۔

ناظمہ ——— پہلو چیر کر دکھا نہیں سکتی۔ میں ثبوت دینے تیار ہوں، تم جو کہو گے کروں گی۔ میری وفا کا امتحان کر لو نا۔

ناصر ——— اچھا تو ایک شرط ہے۔ آپ آنکھوں پر پٹی باندھ کر مجھے ڈھونڈ لیں میں یہیں بیٹھا ہوں گا۔

ناظمہ ——— مگر یہ تضیع اوقات وغیرہ سے مقصد جناب کیا ہے۔؟

ناصر ——— ارے آپ معترض ہو رہے ہو بہت اتنی سی بات نہ سمجھ سکیں۔ دیکھئے یہ اندھا ہونا ہے آپ آنکھوں پر پٹی باندھ لیجئے تو خود تو مطلب نکلتا ہے کہ آپ بالکل محبت میں بے اختیار ہو گئی ہیں۔ یہ آپ کی محبت کا ثبوت ہے۔

(ناظمہ بیگم آنکھوں پر پٹی باندھنے چلی جاتی ہیں)

(اس اثنا میں ناصر جلد جلد اپنی جگہ بیگم ناصر کو بٹھا دیتے ہیں جو جیسے پردہ کے پیچھے کھڑی ہوئی ہیں)

ناظمہ بیگم آنکھوں پر پٹی باندھے آتی ہیں اور اپنے محبوب سے جسے

دل کہہ ہوئے آ ——— "سو جگر گشتہ" کے بعد تم کہاں ہو کہتی ہوئی بیگم ناصر کو پکڑ لیتی ہیں۔ پھر فوراً بیگم ناصر کو دھکیل کر پیچھے گر جاتی ہیں۔ اور بیگم مچلانے لگتی ہیں۔ گل چین، ارے گل چین۔ گلنار۔ ارے کوئی ہے جی اُف درد کی شدید درد کن۔

بیگم ——— کیوں کیوں بہن خیریت تو ہے۔ کیا آپ اندھی ہو گئی کیوں دکھائی نہیں دیتا۔ معلوم ہوتا ہے آپ ہی کو درد اٹھا ہے۔

ناظمہ ——— ہاں ... ہاں ... نہیں ... نہیں۔ اوہ مگر ... کہاں ہیں "سو جگر"

بیگم ——— کون ہیاں کوئی بھی تو نہیں ہے۔

ناظمہ ——— (ادھر ادھر دیکھ کر) شکر خدا کا ... وہ چلے گئے (آواز دھیمی کرکے) ارے میری تمام مہربانیاں کیسے غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمانے کی یہ تکلیف کیا ضروری ہوا ہے۔

بیگم ——— میں ناصر صاحب کے لئے آئی تھی۔

ناظمہ ——— ارے بہن کیسی گفتگو کیا کرتی ہو۔ وہ یہاں کہاں تھے۔ سمجھ دار گئے اپنے کسی دوست کے پاس۔ وہ ادھر ادھر بھیڑ کے بہت عادی ہوتے ہیں۔ اچھا ہوا بہن تم آ گئیں ورنہ میرا آج کا وقت بڑے تشریف لانے والی ہی تھی۔ سنا ہے کہ ناصر صاحب ایک خاندان میں بہت آنے جانے لگے ہیں۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔

بیگم ناصر ——— جی مجھے معلوم ہے وہ کہاں جاتے ہیں مجھے ان پر کامل اعتماد ہے۔

معاف کیجئے بہن! یہ کیا بات! مجھ سے زیادہ آپ ان کی طرف سے فکر مند معلوم ہوتی ہیں۔

ناظمہ ——— (کھسیانی ہنسی ہنستے ہوئے) آہ بیچاری ناصر۔ "یہ تو راز درون پردہ ہے"

بیگم ——— خیر آپ کا مذاق آپ ہی کو مبارک اب اجازت دیجئے اور سن لیجئے کہ اب میں شاید یہاں کبھی نہ آؤں۔

ناظمہ ——— ارے خدا میری ہر ان نا راض نہ ہو جیے۔ ——— ترک کیجئے نہ تعلق ہم سے۔ کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی۔

(پردہ گرتا ہے)

(اس تماشے کے سب افراد فرضی ہیں)

جوار کی برآمد روک دی جائے

انجمن انسداد قلت وگرانی اجناس کی قرارداد

مجلس عاملہ انجمن انسداد قلت وگرانی اجناس کا اجلاس بتاریخ ۰ر آبان ۱۳۵۲ف کو شام کے ۶ بجے بصدارت نواب میر اکبر علی خاں صاحب بہادر بمقام ریڈی ہاسٹل منعقد ہوا جسب ذیل حضرات شریک اجلاس ہوئے۔

مسز سروجنی نائیڈو صاحبہ۔ آر۔ ایس ریڈی صاحب۔ کرشنا سوامی صاحب مدیراج۔ محمد عبداللہ خاں صاحب۔ جی۔ ایم خاں صاحب۔ سید [illegible] صاحب۔ بیرسٹر نرسنگ راؤ صاحب۔ میر حسن الدین صاحب۔ نواب ولی داد خاں صاحب منشی [illegible]۔ راجہ گرو [illegible] صاحب جاگیردار۔ کپتان [illegible] صاحب ویلانڈیہ۔ سید محمد علی صاحب موسوی۔ مسٹر [illegible] لاموتی۔

[illegible] او [illegible] کی رپورٹ پڑھی جانے کے بعد طے کیا گیا کہ حلقہ اول و حلقہ دوم و سوم میں [illegible] کی دکانوں کے قیام کے متعلق بعض مقامی کارکنوں سے گفتگو کی جائے۔ نیز عارف [illegible] جناب کے [illegible] صاحب کو متحد نامزد کیا گیا۔

نواب میر اکبر علی خاں صاحب نے انجمن کو صاحب [illegible] کر [illegible] انداد [illegible]۔ [illegible] اعلیٰ حضرت [illegible] بہادر [illegible] انجمن کی سرپرستی اور [illegible] کو [illegible] کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

اس کے بعد [illegible] کے اختیار پر غور کرنے کے لیے سب ذیل ممبروں پر مشتمل ایک سب کمیٹی کا انتخاب عمل میں آیا جو آئندہ مجلس عاملہ کے اجلاس میں اس خصوص میں اپنی رائے کا اظہار کرے گی۔

ارکان سب کمیٹی۔

جناب بیرسٹر نرسنگ راؤ صاحب ایم۔ ایل۔ سی اڈیٹر رعیت۔ جناب میر حسن الدین صاحب اڈیٹر ملکت۔ جناب سید عالم صاحب و جناب سید محمد علی صاحب موسوی (داعی سب کمیٹی) اس کے علاوہ ایک اور سب کمیٹی کا انتخاب عمل میں آیا جو انجمن کے مالیہ کو مستحکم کرنے کی تجاویز پر اپنی غور کردہ رائے کو مجلس عاملہ میں پیش کرے گی۔ اس سب کمیٹی کے ارکان حسب ذیل ہیں۔

نواب ولی داد خاں صاحب منشی۔ جناب سید عالم صاحب جناب جی ایم خاں صاحب۔ جناب کرشنا سوامی صاحب مدیراج (داعی سب کمیٹی)

جناب جی۔ ایم خاں صاحب نے مالیہ کو مستحکم کرنے کے لیے چند تجاویز کو مجلس عاملہ میں پیش فرمایا۔ ان تجاویز کو متذکرہ سب کمیٹی کے سپرد کیا گیا جو ان پر غور کرنے کے بعد اپنی رائے کو مجلس عاملہ میں پیش کرے گی۔

ملک کی بڑھتی ہوئی ضروریات اور کاروبار کے پیش نظر جناب سیف علی خاں صاحب جاگیردار کو شریک معتمد نامزد کیا گیا۔

[illegible] مجلس عاملہ نے [illegible] صورت حالات پر غور و خوض کے بعد اپنی انتہائی تشویش کا اظہار کیا اور حسب ذیل قرارداد کو باتفاق آراء منظور فرمایا جس کے محرک نواب بہادر خاں صاحب و موید بیرسٹر نرسنگ راؤ صاحب اور میر حسن الدین صاحب ہیں۔

قرارداد۔

مجلس عاملہ کو باوثوق ذرائع سے یہ اطلاع ملی ہے کہ محکمہ مال کے احکام کی بنا پر بعض اضلاع میں جوار فراہم کی جارہی ہے تاکہ اس کو بیرون ملک برآمد کیا جائے۔ اگر واقعات میں بڑی تعداد میں جوار برآمد کی جائے جیسا کہ مجلس عاملہ کو اطلاع ملی ہے تو اندیشہ ہے کہ آذر اور دے ۱۳۵۲ف میں خدانخواستہ حیدرآباد کی وہ حالت ہو جائے گی جو آج بنگال کی ہے مجلس عاملہ حکومت سرکار عالی کی توجہ اپنی قرارداد مورخہ ۲۹ خورداد ۱۳۵۲ف و ۲۹ تیر ۱۳۵۲ف کی جانب مبذول کراتے ہوئے حکومت سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اس صورت حال پر عاجلانہ غور فرما کر عوام کی تشویش کو رفع کرے اور جب تک ملک کی غذائی ضروریات کا تعین اور موجودہ ذخائر کا بھی تعین نہ ہو جائے کہ آئندہ فصل کی پیداوار کیا ہے اور آئندہ تک حیدرآباد میں غلہ کافی ہو سکتا ہے اس وقت تک کوئی جنس ملک سے باہر روانہ نہ کی جائے۔

خودکشی [illegible] خبر رساں ایجنسی کا بیان ہے کہ مارشل کاویلرو نے استعفاء دے دیا ہے اس لیے کہ وہ اٹلی کی شرمناک دھوکہ بازی برداشت نہیں کرسکتے۔ مارشل کاویلرو سابق چیف آف اسٹاف تھے اور جنوری میں اپنے عہدے سے الگ ہو گئے تھے مسولینی کے استعفے کے وقت وہ جیل میں تھے جرمنوں نے اس سے پہلے دعویٰ کیا تھا کہ وہ مارشل کاویلرو کو رہا کرا لیے گئے ہیں۔

مسولینی کا حال

لندن ۱۰ ستمبر۔ کل رات جرمن خبر رساں ایجنسی کے نمائندے نے اس افسر سے گفتگو کی جو مسولینی کو چھڑا لایا ہے۔ افسر نے کہا مسولینی جب اٹلی کے اعتراف شکست کی خبر سنی تو غصہ سے لرز اٹھے۔ اس افسر نے یہ بھی بتایا کہ جزیرہ سان مارٹینو میں مسولینی ایک ایسے کمرہ میں رکھے گئے تھے جو بالکل جیل ہی کی کوٹھڑی کا سا تھا۔ دیواریں بالکل چکنی تھیں اور اس میں ایک خواب گاہ تھی۔ والا پلنگ ایک میز اور چند کرسیاں پڑی تھیں۔ جب میں اس کمرے میں داخل ہوا تو دیکھا وہ سیدھے کھڑے تھے اور ان کے ہاتھ خیر مقدم میں اٹھے ہوئے تھے ان کے منہ سے پہلا جملہ جو نکلا وہ یہ تھا "میں جانتا تھا کہ جرمن مجھے اطالوی قوم کی زندگی بخشی ہے!"

جرمنی کی مستند ریڈیو کی نشریات میں بتایا گیا ہے کہ مسولینی کی بیٹی کو رہائش اٹھایا تھا اور اس کے بچے بھی مسولینی کے خاندان کے ساتھ نظر آئے تھے یہ بھی معتبر ہے کہ جو لوگ [illegible] لے گئے تھے ان میں کوئی ہٹ پیدا نہیں ہوا۔

جرمن خبر رساں ایجنسی کا بیان ہے کہ مسولینی جس مقام پر ان کو رکھا گیا تھا وہاں جرمنوں کو انگلستان کے حکم سے گولی مار دی جانے والی تھی۔

جرمن ریڈیو نے وشی اور سوئٹزر لینڈ کی سرحد سے آئی ہوئی خبر نقل کی ہے بعض اطلاعی حلقوں کا بیان ہے کہ مسولینی شمالی اٹلی میں دوچی کے صدر دفتر پہنچ گئے ہیں۔

برلن کے مستند ریڈیو کے سیاسی نامہ نگار کا بیان ہے کہ ابتدائی امور طے ہو جانے پر مسولینی جلد ہی شمالی اٹلی میں اپنی حکومت قائم کرے گا اور انتہائی قابل اعتماد فسطائی لیڈروں کو ساتھ رکھنے والی وزیروں کی ایک فسطائی سیاہ کابینہ تشکیل دی جائے گی۔ ایک جرمن خبر ہے کہ اٹلی کے بادشاہ اور بیڈوگلیو مرکزی وقت سے دوم سے بھاگ گئے تھے۔ جرمن فوجوں کی آمد سے پیشتر اور پہلے بارہ ہوائی جہاز پر سسلی پہنچ گئے تھے اور اس بات کی علامات پائی جاتی ہیں کہ اطالوی بیڈوگلیو اس وقت شمالی افریقہ میں ہے۔ ۲۲

آئینِ مجالسِ اضلاع

بارگاہِ خسروی سے شرفِ منظوری

اعلیٰحضرت بندگانعالی نے آئین مجالس اضلاع کو شرف منظوری عطا فرمایا ہے۔ اور یہ آئین جو بہ وجوہ مذکور میں شایع ہوا ہے اس کے ذریعہ ممالک محروسہ میں دستوری اصلاحات کے بتدریج نفاذ کی اسکیم کے سلسلہ میں ایک قدم اور اٹھایا گیا ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ بہت جلد دو دوسرے آئین کا بھی اعلان کیا جانے والا ہے جن میں سے ایک کا تعلق بلدی و دیہاتی مجالس سے اور دوسرے کا اختیارات حفظان صحت سے ہوگا۔

واضح ہو کہ اینگر کمیٹی اصلاحات نے اپنی سفارشات کی جو متعلقہ بورڈ ... پیش کردی گئی ہیں، ان مجالس اضلاع کی از سر نو تشکیل عمل میں لانے کی سفارش کی تھی جس میں منتخب شدہ اکثریت ہو اور ان کے تناسب ... کی تجویز بھی کی تھی کہ علاقوں کی بجائے مفادات کو نیابت کی بنیاد قرار دیا جائے۔ اس بارے میں کونسل نے اپنی سفارشات اعلیٰحضرت کے پاس پیش کرتے ہوئے صرف مجالس اضلاع کی جدید تشکیل سے اتفاق کیا بلکہ اس کی بھی سفارش کی کہ علاقوں اور جاگیری رقبوں میں بھی بعض مقررہ شرایط کی تکمیل کی صورت میں یہی مجالس قایم کی جائیں نیز کونسل نے یہی سفارش کی کہ نامزد شدہ ارکان کے مقابلہ میں منتخب شدہ ارکان کا تناسب ... اور ... کمیٹی اصلاحات کے مجوزہ تناسب سے کسی قدر بڑھا ہوا ہے۔ مجالس کے جن اختیارات و فرائض کمیٹی اصلاحات نے تجویز کئے تھے ان سے کونسل نے عام طور پر اتفاق کیا۔

آئین مجالس اضلاع کی رو سے یہ قرار دیا گیا ہے کہ مجالس اضلاع کی ... ہر ضلع میں ایک مرکزی ادارہ کو تشکیل عمل میں لائی جائے اور اس کے اختیارات و فرائض میں توسیع کی جائے۔ بعض شرایط کے تحت جاگیر و علاقہ جات میں مجالس قایم کی جائیں اور متعلقہ جاگیرات کی درخواست کرنے پر ... اس آئین کی رو سے جو بھی کیا جائے گا کسی ضلع میں ... ہونے تک ... مجلس قایم کی جائے۔

مجالسِ اضلاع کی ترکیب مجلس پر اختیار شدہ کے صدرنشین، ... منتخب شدہ اور نامزد شدہ ارکان پر مشتمل ہوگی۔ اگر مقامی حالات اس کے مقتضی ہوں تو سرکار عالی منتخب شدہ یا نامزد شدہ یا دونوں تعداد میں کمی یا اضافہ کرسکیں گے تاہم منتخب شدہ اور نامزد شدہ ارکان کے تناسب میں کوئی قابل لحاظ فرق پیدا نہیں کیا جائے گا۔ مجلس ... میں نامزد شدہ ارکان کے علاوہ چار سرکاری اور ... ارکان ہوں گے۔

(۱) دیہاتی مستاجر اور جاگیردار۔

(۲) ساہوکار۔

(۳) پیشہ دار۔

(۴) کاریگر۔

(۵) دیہی اشخاص جن کے اداراکین کے اراکین۔

(۶) مزدوری پیشہ مفادات۔

(۷) صنعت و تجارت۔

(۸) جنگل کا رسد۔

(۹) پیشہ وکالت و طبابت۔

(۱۰) اناث۔

ان کے علاوہ سرکار عالی کسی ایسے مفاد کی نمایندگی کی بھی ہدایت کرسکیں گے جو مقامی اہمیت رکھتا ہو۔ رکنیت کی مدت پانچ سال سے زیادہ نہ ہوگی۔

اگر کوئی جاگیر سے متعلق رقبہ یا رقبہ جات اور مسالانہ مالگزاری کی آمدنی کے بارے میں مقررہ شرایط کی تکمیل کرے تو سرکار عالی ایسے رقبہ یا رقبہ جات کو مجلس ضلع کے حدود اختیار سے خارج کرسکیں گے اور ایسے خارج شدہ رقبہ یا رقبہ جات کے لیے ایک علحدہ جاگیری مجلس قایم کی جاسکے گی جو مجالس سرف یا ... ، بنجارہ، اسٹیٹ اور اسٹیٹ سالار جنگ میں قایم کی جائیں گی۔ وہ علاقہ مجالس کہلائیں گی۔ علاقہ اور جاگیری مجالس کے قیام تک عارضی مجالس قایم کی جائیں گی جو ایک سرکاری صدرنشین اور کم جاگیر یا علاقہ کے منیجر یا مددگار ہوگا اور پانچ منتخب شدہ اور تین نامزد شدہ کے تناسب کو برقرار رکھتے ہوئے مقامی حالات کے لحاظ سے کمی بیشی کرسکیں گے۔ نامزد شدہ ارکان جاگیردار یا اسٹیٹ کی جانب سے نامزد کئے جائیں گے اور منتخب شدہ ارکان میں کم از کم ایک ایک پٹہ دار اور قولداروں سے منتخب کیا جائے گا۔ جاگیری یا علاقہ مجلس کا تعلق جاگیردار یا اسٹیٹ سے وہی ہوگا جو مجلس ضلع کا حکومت سے ہوگا۔

ضلعی، علاقہ اور جاگیری مجالس میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی نمایندگی مساوی ہوگی۔ آئین کے ذریعہ رائے دہندوں اور ... میں کوئی ... الف کی عام تاجیتیں اور تاقا جیتیں بھی مقرر کی گئی ہیں۔

مجالس کے فرائض حکومت کی عام نگرانی کے تابع مجلس کو دیگر امور کے علاوہ بیے بڑی کے ... اور دوسرے ذرایع حمل و نقل کی تعمیر و درستی اور نگہداشت کا اختیار حاصل ہوگا مگر کسی دوسری مقامی مجلس یا حکومت کے زیر نگرانی ہوں نیز مجلس کو اس کا بھی اختیار دیا گیا ہے کہ وہ سرکاری دواخانوں جن کا انتظام پہلے اس سے ہو رہا ہے اور دوسری آئندہ میں مسافرخانے، چاوڑیاں، آرام گاہیں اور اسی قسم کے دوسرے ادارے قایم کرے ان کا انتظام اور نگہداشت کرے۔ اس کے علاوہ تعلیم کا انتظام اور اس کی اعانت، صحت عامہ اور حفظان صحت کو بہتر بنانے اور متعدی امراض کی روک تھام کی ضروری تدابیر اختیار کرنے اور ابتدائی مدارس کی عمارات تعمیر کرانے کے اختیارات بھی اس آئین کی رو سے مجلس کو عطا کئے گئے ہیں۔

ان کے علاوہ مجالس کو یہ اختیار تمیزی بھی حاصل ہیں کہ وہ انسانی بیماریوں و امراض کے انسداد، مویشیوں کی اصلاح نسل، گھریلو صنعتوں اور صنعت و حرفت کی ترقی کے علاوہ زراعت کی ترقی، باشندوں کی جسمانی بہبودی سے متعلق دوسری تدابیر اختیار کرے، تفریحی سہولتیں بہم پہنچائے، میلے اور نمایشیں منعقد کرے اور ان کا انتظام کرے، غیر ممنوعہ خیراتی ادارات کو جن کی نگرانی ... متعلقہ ساہوکاروں کی طرح ... اور ... خود ... کرے، خود ... ان کی تنظیم کرے اور نیز بچوں کی نگہداشت اور بہبودی اطفال کے مراکز قایم کرے اور ان کی نگہداشت کرے۔

نگرانی مناسب نگرانی کی غرض سے صوبہ دار کو معاینہ وغیرہ کے عام اختیارات دیے گئے ہیں۔ صوبہ دار کو یہ اختیار بھی دیا گیا ہے کہ وہ مجلس کے کسی ایسے حکم یا قرارداد کو معطل کرے جس کی وجہ سے کسی امر باعث تکلیف عام کے پیدا ہونے یا امن عامہ میں خلل واقع ہونے کا احتمال ہو۔ صوبہ دار کے ایسے حکم کے خلاف سرکار عالی میں مرافعہ ہوسکے گا۔ ناگہانی صورت میں سرکار عالی کسی ایسے کام کی تکمیل کی ہدایت کرسکیں گے جو عوام کی خدمت اور حفاظت کے لیے ضروری ہو۔ اگر کوئی مجلس اپنے فرایض کی انجام دہی میں نااہل ثابت ہو یا ان کے انجام دہی میں متواتر غفلت برتے تو سرکار عالی کو اختیار ہوگا کہ ایسی مجلس کو برخاست کرکے یا تو جدید انتخابات کا حکم دے یا پھر اسے ایک معینہ مدت کے لیے معطل کردے۔

آئین مذکور میں جاگیر اور علاقہ کی مجالس کے امور کی نگرانی سے متعلق خاص احکام دیے گئے ہیں۔

مالیات اسی آئین میں یہ بھی حکم ہے کہ مجلس کے لیے ایک ضلع علاقہ یا جاگیری سرمایہ قایم کیا جائے گا جس میں (الف) ایسی تمام رقوم جو آئین مذکور کے تحت یا دوسرے طور پر وصول ہوں (ب) اجارہ یا اور منافع جو ایسی املاک سے حاصل ہوں جو مجلس کی ملک ہوں یا اس کے تفویض کی گئی ہوں (ج) جرمانے جو ایسے اشخاص سے وصول کئے گئے ہوں جو آئین مذکور یا اس کے تحت ذیلی قواعد کی خلاف ورزی کے مجرم قرار دیے گئے ہوں (د) ایسے سرکاری عطایا کی آمدنی جو ضلع یا جاگیر میں واقع ہوں (ہ) تمام محصولے زر مالگزاری کا سرمایہ اور دوسری امدادیں اور (و) مجلس کی املاک اگر کوئی ہو جمع کی جائیں گی۔

محصول بندی ضلع علاقہ اور جاگیری مجلس کی محصول بندی کا ذریعہ وہ مقامی شرح ہوگا جو حکومت یا جاگیردار کی جانب سے فی روپیہ ایک آنہ کی شرح سے وصول کیا جاتا ہے اس کے علاوہ مجلس (الف) ایسے اشخاص سے یکساں شرح پر محصول وصول کرسکے گی جو کسی پیشہ یا صنعت میں مشغول ہوں یا جو تجارت کرتے ہوں نیز وہ (ب) مارکٹ فیس (ج) گاڑیوں میں مارکٹ ٹول (د) عام مارکٹ میں فروخت ہونے والے جانوروں کے اندراج پر محصول (ہ) یاتری وغیرہ محصول جن کی آمد و رفت زیارت کی غرض سے ہو عاید کرسکے گی لیکن آئین میں اس کی صراحت کردی گئی ہے کہ محصول تا امتیاز تمام اشخاص یکساں شرح پر اور اسی صورت میں عاید کیا جائے گا جبکہ مجلس کی طرف سے خاص انتظامات کئے گئے ہوں یا خاص سہولتیں بہم پہنچائی گئی ہوں۔